تاویل مختلف الحدیث کی ترتیب و تدوین میں ابن قتیبہ کا منہج و اسلوب

حافظ نصیر احمد*

ڈاکٹر محمد وارث علی**

Quran and sunnah are main sources of teachings of Islam. They were transferred to the generations through *Ḥadīth.* There are myriads of disciplines that have been introduced by traditionalists for the authenticity and implication of *Ḥadīth. Mukhtalif-al-Ḥadīth* is one of these disciplines and "*Ta'wil o Mukḥtalif-al-Ḥadīth* "has been written on *Mukhtalif-al-Ḥadīth* by Abdullāh ibn Muslim ibn Qutayba al-Dīnawarī(d276 H). In his book, "*Ta'wil Mukḥtalif al-Ḥadīth*" he presented cogent arguments to reject certain baṭil sects or factions. He rejected twelve to fifteen sects like al-Muʿtazilah, al-Khawārij, al-Qadarīyyah and al-Jabariyah etc. *Ibn* Qutaybah also tried to remove the conflicts existed in various *Ḥadīth*s during his era. This article focusses the methodology adopted by the writer that has been discussed with the help of the examples from this book. This book consists of a preface and two lengthy chapters which include 106 Marfu' *Ḥadīth*s. He inferred 57 issues from the *Ḥadīth*s and gave satisfactory answers to the objections raised by rejectors of *Ḥadīth*. To remove these incongruences found in *Ḥadīth*s, he benefitted Qurān, *Ḥadīth*, and Classical Arabic

* اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ علوم اسلامیہ گورنمنٹ ایم۔اے۔او۔کالج لاہور

** اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ علوم اسلامیہ و عربی، لاہور گیریژن یونیورسٹی لاہور

Prose and Poetry along with logical reasonings.
Keywords: حدیث، علم مختلف الحدیث، تطبیق بین الاحادیث، فرق باطلہ کا ردّ، تاویل مختلف الحدیث

اسلامی شریعت کے احکام کا دارو مدار قرآن کریم اور احادیث نبویہ پر ہے۔ قرآن حکیم کلامِ خداوندی اور شریعت کا ماخذ اول ہے۔ جبکہ احادیث رسول ﷺ قرآن پاک کی تشریح و توضیح سے عبارت ہے۔ دین اسلام کا فہم قرآن وسنت دونوں کے فہم پر موقوف ہے اور قرآن و سنت میں سے ہر ایک کا فہم دوسرے کے فہم پر موقوف ہے۔ جس طرح قرآن قیامت تک کے لوگوں کے لیے ذریعہ ہدایت ہے ایسے ہی فرامین رسول ﷺ بھی دائمی ذریعہ ہدایت ہیں۔ قرآن وسنت میں سے ہر ایک کا اپنی اصلی حالت میں محفوظ رہنا از حد ضروری ہے۔ اس لیے قدرت کی طرف سے ان دونوں کی حفاظت کا انتظام فرمایا ہے۔ حفاظت حدیث کے پیش نظر کتب احادیث کی جمع وتدوین کے ضمن میں علماء اور محدثین نے وقت کی ضرورت کے مطابق مختلف اسالیب اور مناہج اختیار کیے ہیں جن میں سے ایک علم ایسی دو یا دو سے زائد احادیث کے درمیان مطابقت پیدا کرنے کی کوشش کرنا ہے جن کے ظاہر میں کوئی تعارض پایا جاتا ہو۔ علم حدیث کی اصطلاح میں اسے "علم مختلف الحدیث[1]" کہتے

---

[1] ا۔ کلمہ مختلف الحدیث کو مختلف طریقوں سے پڑھا گیا ہے۔ اسی وجہ سے معنی میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ اسے دو طریقوں سے پڑھا جاتا ہے۔

ا۔ا مختلِف: (لام کے کسرہ کے ساتھ) اسم فاعل کے وزن پر۔ اس صورت میں لفظ مختلف کی الحدیث کی طرف اضافت مِنی (ایسی اضافت جو حرف من کے ساتھ ہو) ہو گی تو اصل عبارت یوں ہو گی مختلف من الحدیث جس کی تعریف علمائے لغت نے یوں کی ہے:

ان یوجد حدیثان او اکثر متضادان فی المعنی ظاھرا.

دو یا دو سے زیادہ ایسی احادیث کا پایا جانا جو ظاہری طور پر باہم ٹکراتی ہوں۔

۲۔ا بعض محدثین نے اسے مختلَف الحدِیث (لام کی زبر کے ساتھ) پڑھا ہے۔ اس صورت میں یہ اسم مفعول کے وزن پر یا مصدر میمی ہو گا۔ اور اضافت فیہ (ایسی اضافت جس میں فی حرف جار مقدر ہو) کے ساتھ اصل عبارت یوں ہو گی۔ الاختلاف فی الحدیث یعنی ایسی حدیث جس میں اختلاف واقع ہوا ہو۔ اب مختلف الحدیث کی تعریف یوں ہو گی:

ان یاتی حدیثان متضادان فی المعنی ظاھرا. دو ایسی احادیث کا پایا جانا جن کے معنی میں ٹکراؤ ظاہرا ہو۔

مختصر یہ کہ پہلی صورت میں تعریف سے نفس حدیث مراد ہو گی جبکہ بصورت ثانی نفس تضاد اور اختلاف مراد ہو گا۔

(ابو شھبہ، محمد بن محمد بن سویلم (۱۳۳۲-۱۴۰۳ھ)، الوسیط فی علوم و مصطلح الحدیث، دارالفکر العربی، بیروت:۴۴۱-سیوطی، عبد الرحمان بن ابی بکر (المتوفی:۹۱۱ھ)، تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی،

ہیں۔

علم مختلف الحدیث کے ضمن میں متعدد کتب تصنیف کی گئیں اور منکرین حدیث کے اشکالات کے سیر حاصل جوابات دیئے گئے۔ سب سے پہلے اس علم پر باقاعدہ طور پر امام شافعی (۱۵۰۔۲۰۴ھ) نے "اختلاف الحدیث[1] "تصنیف کی۔ اس کے بعد دوسری باقاعدہ تصنیف امام عبداللہ بن مسلم ابن قتیبہ (۲۱۳۔۲۷۶ھ) کی یادگار تصنیف "تاویل مختلف الحدیث" ہے۔ تیسری صدی ہجری تدوین حدیث کے سلسلے میں سنہری دور کا درجہ رکھتی ہے۔ جب ایک طرف تو احادیث کو مرتب و مدون کیا جا رہا تھا تو دوسری طرف منکرین حدیث کے اشکالات کا ازالہ کرنے کے لیے مختلف علوم و فنون کو منظم شکل دی جا رہی تھی۔ اس صدی کی ایک نامور شخصیت جو قرآن، حدیث اور عربی ادب میں غیر معمولی اہمیت کی حامل ہے وہ ابن قتیبہ ہیں۔ موصوف نے علم حدیث پر جو کتب مرتب کیں ان میں سے ایک نمایاں نام "تاویل مختلف الحدیث" کا ہے۔ یہ کتاب اپنی غیر معمولی اہمیت کی بناء پر جملہ محدثین اور اہل علم کی توجہ کا مرکز رہی ہے۔ کتاب کے منہج واسلوب کو جاننے سے پہلے مصنف کتاب امام ابن قتیبہ کے مختصر حالات زندگی پیش خدمت ہیں۔

ابن قتیبہ کے مختصر حالاتِ زیست

ابو محمد عبداللہ بن مسلم ابن قتیبہ الدینوری کا شمار تیسری صدی کے کبار محدثین اور علماء میں ہوتا ہے آپ ۲۱۳ھ میں بغداد کے ایک قصبہ دینور میں پیدا ہوئے۔ اپنے زمانے کے اکابرین سے کسب فیض کیا۔ آپ کے مشہور اساتذہ ومشائخ میں احمد بن سعد اللحیانی (ابن قتیبہ کے والد)، محمد بن سلام جمحی (۲۳۱ھ)، ابو یعقوب اسحاق بن ابراہیم ابن راہویہ (۱۶۱۔۲۳۸ھ)، حرملۃ بن یحیٰ تجیبی (۲۴۳ھ)، ابو عبد اللہ حسن بن

مکتبة الرياض الحديثيه، الرياض:196/2۔مبارکپوری، ابوالحسن عبيد الله بن محمد عبد السلام رحمانی (۱۳۲۷۔۱۴۱۴ھ)، مرعا ة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، ادارة البحوث العلمية والدعوة والافتاء، بنارس،ہند، الطبعة الثالثة:۱۴۰۴ھ۔۱۹۸۴م:۱/۳۸۷۔ طيبی، شرف الدين حسين بن محمد(المتوفی:۷۴۳ھ)، الخلاصه فی معرفة الحديث، المكتبه الاسلامية للنشر والتوزيع،الطبعةالاولی:۱۴۳۰ھ۔۲۰۰۹م، ص:۶۵۔)

[1] تاویل مختلف الحدیث علم مختلف الحدیث پر ابو محمد عبداللہ بن مسلم ابن قتیبہ الدینوری (۲۱۳۔۲۷۶ھ) کی معروف تصنیف ہے۔ کتاب کا شمار علم مختلف الحدیث کے مصادر میں ہوتا ہے۔ مختلف طبع خانوں سے شائع ہوئی۔ ۱۴۱۹ھ بمطابق ۱۹۹۹م میں الطبعۃ الثانیۃ کے طور پر المکتب الاسلامی، بیروت سے شائع ہوئی۔

حسین سلمی (۲۴۶ھ)، ابو حاتم سہل بن محمد سجستانی (۲۴۸ھ)، ابو حاتم محمد بن ادریس الرازی (۱۹۵۔۲۷۷ھ)، ابو اسحاق ابراہیم بن سفیان الزیادی (۲۴۹ھ)، زیاد بن یحییٰ بصری (۲۵۴ھ)، ابو الفضل عباس بن الفرج الریاشی (۲۵۷ھ)، ابو عثمان الجاحظ (۲۵۴ھ) وغیر ہم شزمل ہیں، جبکہ معروف تلامذہ میں احمد بن عبد اللہ دینوری (۳۲۲ھ)، عبید اللہ بن عبد الرحمان سکری (۳۲۳ھ)، عبید اللہ بن احمد بن بکر تمیمی (۳۳۴ھ)، عبد اللہ بن جعفر بن درستویہ فسوی (۳۳۵ھ)، ابراہیم بن احمد بغدادی (۲۹۸ھ)، ہیثم بن کلیب شاشی (۳۳۵ھ)، اور ابو عبداللہ بن ابی الاسود (۳۴۳ھ) وغیر ہم شامل ہیں [1]۔

امام ابن قتیبہ کی خدمات اور ان کے کمالات کو ان کے اساتذہ اور معاصرین نے بے حد سراہا ہے بڑے بڑے محدثین، مفسرین، خطبا، ادبا، فقہا، امام ابن قتیبہ کی فقاہت و ثقاہت اور ان کی علمی کاوشوں اور وسعت نظری کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ابو بکر خطیب (۳۹۲۔۴۶۳ھ)، ابو طاہر سلفی (۴۷۸۔۵۷۶ھ)، ابن حزم اندلسی (۳۸۴۔۴۵۶ھ)، حافظ شمس الدین ذہبی (۶۷۳۔۷۴۸ھ) اور ابن خلکان نے آپ کے لیے ثقہ، ثبت، صاحب التصانیف، صدوق، فاضل، دین پر چلنے والے اور جلیل القدر اہل علم کے کلمات تعریف استعمال کیے ہیں [2]۔ابن قتیبہ ایک کثیر التصانیف کاتب تھے۔

- [1] ذہبی، ابو عبد اللہ شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان بن قائماز (۶۷۳۔۷۴۸ھ)، سیر اعلام النبلاء، مؤسسة الرسالة، بیروت، الطبعة الثالثة:۱۴۰۵ھ۔۱۹۸۵م:۱۳/۲۹۷۔ابن خلکان، ابو العباس شمس الدین احمد بن محمد اربلی (۶۰۸۔۶۸۱ھ)، وفیات الاعیان، دار صادر، بیروت:الطبعة الاولی:۱۹۰۰،ص:۳/۴۲۔ابن العماد الحنبلی، ابو الفلاح عبد الحی بن احمد بن محمد (۱۰۳۲۔۱۰۸۹ھ)، شذرات الذہب فی أخبار من ذہب، دار ابن کثیر، بیروت، الطبعة الاولی:۱۴۰۶ھ۔۱۹۸۶م:۱/۲۵۔سمعانی، ابو سعد عبد الکریم بن محمد بن منصور مروزی (۵۰۶۔۵۶۲ھ)، الانساب، مجلس دائرة المعارف العثمانیه، انڈیا، الطبعة الاولی:۱۳۸۲ھ۔۱۹۶۲م:۱۲۸،۱۷۸۔

- [2] ذہبی، سیر اعلام النبلاء:۱۳/۲۹۹۔۲۹۷۔ ذہبی، ابو عبد اللہ شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان بن قائماز (۶۷۳۔۷۴۸ھ)، میزان الاعتدال فی نقد الرجال، دار المعرفة للطباعة والنشر، بیروت،لبنان، الطبعة الاولی:۱۳۸۲ھ۔۱۹۶۳م:۲/۵۰۳۔صفدی، صلاح الدین خلیل بن ایبک (۶۹۶۔۷۶۴ھ)، الوافی بالوفیات، دار احیاء التراث، بیروت:۱۴۲۰ھ۔۲۰۰۰م:۱۷/۳۲۶۔عسقلانی، ابو الفضل احمد بن علی (۸۵۲ھ)، لسان المیزان، دار البشائر الاسلامیه، بیروت، الطبعة الاولی :۲۰۰۲م، ص:۳/۳۵۸۔ذہبی، ابو عبد اللہ شمس الدین محمد بن

آپ کی تصانیف میں تأويل مختلف الحديث، عيون الأخبار، ألإختلاف فى اللفظ، المعارف، تأويل مشكل القرآن، ادب الكاتب ، الشعر والشعراء، المعانى الكبير، آداب العشرة، آداب القراءة، العرب و علومها، فضل العرب على العجم، العلم، فرائد الرد، المسائل و الأجوبة فى الحديث واللغة، اعراب القرآن، الحكم والامثال، التسوية بين العرب والعجم، منتخب اللغة و تواريخ العرب، غريب الحديث وغیرہ شامل ہیں آپ زندگی کی ٦٣ بہاریں گزار کر ماہ رجب المرجب ٢٧٦ھ میں دارفناء سے داربرزخ کی طرف کوچ کر گئے[1]۔

تأویل مختلف الحدیث کا فنی مقام و مرتبہ

یہ کتاب ابو محمد عبداللہ بن مسلم المعروف ابن قتیبہ کا عظیم شاہکار ہے اور آپ کی عظمت و شہرت اور علم وہنر کامنہ بولتا ثبوت ہے۔ امام ابن قتیبہ نے اپنی اس کتاب "تأویل مختلف الحدیث فی الرد علی اعداء الحدیث" میں بظاہر متناقض و متعارض احادیث کو جمع کر کے علمی انداز سے رفع تعارض کی کوشش کی ہے اور مخالفین حدیث کی طرف سے ان احادیث پر کیے جانے والے اعتراضات کا تسلی بخش جواب دیا ہے۔ کبار معتزلہ کے عقائد کو قرآن وسنت کی روشنی میں رد کیا ہے۔ معتزلہ میں سے مشاہیر معاصرین مثلاً جاحظ، ابوہذیل العلاف [2]، نظام بصری [3]، نجار [4]،

احمد بن عثمان بن قائماز(٦٧٣-٧٤٨ھ)، تاريخ الاسلام المشاهير والاعلام، دار الغرب الاسلامى، الطبعة الاولى:٢٠٠٣م:٦/٥٦٥۔ ابن حزم اندلسى، ابو محمد على بن احمد بن سعيد(٣٨٤-٤٥٦ھ)، المحلى بالآثار، دار الفكر، بيروت:٦/١٣۔تذكرة الحفاظ:١٥٣/٢۔وفيات الاعيان: ٣/٤٢۔

[1]- ذہبی،سير اعلام النبلاء:٢٩٧/١٣،٢٩٨۔الوافى بالوفيات:٣٢٦/١٧۔عسقلانى، لسان الميزان:٣٥٨/٣۔ ميزان الاعتدال:٥٠٣/٢۔تاريخ الاسلام المشاهير والاعلام:٥٦٥/٦۔

[2]- ابوھذیل العلاف، محمد بن ھذیل بن عبداللہ بن مکحول عبدی کا شمار معتزلہ کے کبار آئمہ میں ہوتا ہے۔ وہ ١٣٥ھ میں بصرہ میں پیدا ہوئے اور بطور کلامی شہرت پائی۔ کثیر کتب کے مصنف تھے۔ ٢٣٥ھ میں وفات پائی۔ ذہبی، سیر اعلام النبلاء:٢٠/٣٨۔

[3] - نظام، ابراہیم بن سیار بن ھانی بصری علم فلسفہ میں مہارت رکھتا تھا، اور ان کا شمار معتزلہ کے آئمہ میں ہوتا ہے۔ فلسفہ اور اعتزال پر متعدد کتب تصانیف کیں۔ فرقہ نظامیہ بانی ہیں۔ ان کا ٢٣١ھ میں وصال ہوا۔ عسقلانی، لسان المیزان:١/٢٩٥۔

[4] - فرقہ نجاریہ کے بانی، نامور معتزلی حسین بن محمد بن عبداللہ نجار نے ٢٢٠ھ میں وفات پائی۔ نظام معتزلی کے ساتھ متعدد مناظرے بھی کیے۔ زرکلی، خیر الدین بن محمود بن محمد (١٣٩٦ھ)، الاعلام، دار العلم للملایین، بیروت، الطبعۃ الخامسۃ عشر:٢٠٠٢، ص:٢/٢٥٣۔

عبید اللہ بن حسن عنبری [1]، ہشام بن الحکم [2] ودیگر کے مقالات کاخوب دقت نظری سے جائزہ لے کر ان کا کڑا محاسبہ کیا ہے۔

حافظ ابن کثیر (۷۰۰۔۷۷۴ھ) لکھتے ہیں:

"ابن قتيبة له فيه مجلد مفيد وفيه ما هو غث وذلك بحسب ما عنده من العلم". [3]

"ابن قتیبہ کی اس علم (مختلف الحدیث) میں ایک مفید تصنیف (تاویل مختلف الحدیث) ہے جس میں ابن قتیبہ نے اپنی علمی وسعت کے مطابق منکرین ومخالفین حدیث کے جوابات دیئے ہیں۔"

برہان الدین ابناسی (۷۲۵۔۸۰۲ھ) 'تاویل مختلف الحدیث' پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"وكتاب مختلف الحديث لابن قتيبة في هذا المعنى إن يكن قد أحسن فيه من وجه فقد أساء في أشياء منه قصر باعه فيها وأتى بما غيره أولى وأقوى[4]".

"ابن قتیبہ کی (تاویل) مختلف الحدیث اس معنی (علم مختلف الحدیث) میں اگرچہ ایک خوبصورت تصنیف ہے تاہم اس میں ایک کمی بھی ہے کہ بعض مقامات پر بہت اختصار کیا گیا ہے اور بعض مقامات پر ابن قتیبہ نے غیر ضروری دلائل ذکر کیے ہیں۔"

1-عبید اللہ بن حسن عنبری تمیمی کا شمار بصرہ کے معروف فقہاء ومحدثین میں ہوتا ہے۔ بصرہ کے قاضی بھی رہے اور ۱۶۸ھ میں وفات پائی۔ زرکلی، الاعلام:۴/ ۱۹۲۔

2 -ابو محمد ہشام بن الحکم کوفی، شیبانی کوفہ میں ہی پیدا ہوا اور کوفہ میں ہی ۱۹۰ھ میں وفات پائی۔ اپنے وقت کا مشہور مناظر اور علم کلام میں ماہر تھا۔ فرقہ امامیہ کا شیخ تھا، متعدد کتب تصنیف کیں۔ عسقلانی، لسان المیزان:۸/ ۳۳۴۔ زرکلی، الاعلام:۸/ ۸۵۔

3-ابن كثير، ابو الفداء اسماعيل بن عمرو دمشقى(۷۰۰۔۷۷۴ھ)، اختصار علوم الحديث، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الثانية:۱۷۴

4-برہان الدين ابناسی، ابو اسحاق ابراہیم بن موسى شافعى (۷۲۵۔۸۰۲ھ)، الشذا الفياح من علوم ابن الصلاح، مكتبة الرشد، الرياض، الطبعة الاولى:۱۴۱۸ھ۔۱۹۹۸م:۴۷۱/۲۔ابن الملقن، ابو حفص سراج الدين عمر بن على شافعى (۷۲۳۔۸۰۴ھ)، المقنع فى علوم الحديث، دار فواز للنشر، سعوديه، الطبعة الاولى:۱۴۱۳ھ:۴۸۰/۲

علامہ جلال الدین سیوطی (۸۴۹۔۹۱۱ھ) لکھتے ہیں:

"صنّف فيه ابن قتيبة فأتى بأشياء حسنة وأشياء غير حسنة[1]".

"اس (علم مختلف الحدیث) میں ابن قتیبہ نے ایک تصنیف چھوڑی ہے جس میں انہوں نے بعض بڑی خوبصورت باتیں بیان کی ہیں البتہ بعض نامناسب چیزیں بھی ذکر کی ہیں۔"

استاذ محمد ابوزھو لکھتے ہیں:

"هذا كتاب جليل القدر عظيم النفع ألفه الإمام ابن قتيبة مدافعا به عن السنة" [2]

"یہ کتاب (تاویل مختلف الحدیث) عظیم مرتبہ اور بہت نفع والی ہے جسے امام ابن قتیبہ نے سنت کے دفاع میں لکھا ہے۔"

تأویل مختلف الحدیث کی تالیف کی غرض وغایت

ابن قتیبہ کی اس تصنیف کا مدعا و مقصود باطل فرقوں کا ردّ کرنا اور منکرین حدیث کے اشکالات کے علمی جوابات دینا تھا۔ اسی بنا پر اس کتاب کا مکمل نام "تأویل مختلف الحدیث فی الرد علی أعداء أہل الحدیث" ہے۔ کتاب ایک مقدمہ اور تین تفصیلی ابحاث پر مشتمل ہے جن میں مصنف نے اپنے زمانے میں معروف ظاہراً متعدد متعارض و متناقض مرویات کو جمع کر کے ان پر اٹھنے والے سوالات کے علمی انداز میں جوابات دینے کی بھرپور کوشش کی ہے۔ تأویل مختلف الحدیث جن تین تفصیلی ابحاث پر مشتمل ہے ان میں سب سے پہلے اصحاب رائے اور اصحاب کلام کا ذکر آتا ہے۔ کتاب ہذا کی دوسری تفصیلی بحث اصحاب حدیث کے تذکرے پر مشتمل ہے جبکہ تیسری بحث میں بظاہر متناقض و متعارض احادیث میں تطبیق دی گئی ہے [3]۔

مصنف نے کتاب کے آغاز میں اپنی اس تصنیف کی غرض و غایت واضح کی ہے۔ فاضل مصنف نے انتہائی بلاغت کے ساتھ احادیث رسول ﷺ کی حجیت بیان کی ہے۔ ابن قتیبہ نے کتاب کے مقدمے میں منکرین

---

[1] ۔ سیوطی، تدریب الراوی:۲/۶۵۱

[2] محمد محمد ابوزھو، الحدیث والمحدثون، دار الفکر العربی، قاہرۃ، الطبعۃ الثانیۃ:۱۳۷۸ھ:۳۶۷۔

[3] ۔ابن قتیبہ، ابو محمد عبد اللہ بن مسلم الدینوری (۲۱۳۔۲۷۶ھ)، تاویل مختلف الحدیث، المکتب الاسلامی، بیروت، ط:۲: ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۹م :۶۱،۱۳۷،۱۴۵۔

حدیث کا خوب علمی محاسبہ کیا ہے۔ مختلف فرقوں کا رد کرتے ہوئے اہل سنت پر ہونے والے اشکالات کے مدلّل جوابات بیان کیے ہیں۔ تاویل مختلف الحدیث بنیادی طور پر دو ابحاث پر مشتمل ہے۔ کتاب ہذا کے اوّل حصہ میں حجیت حدیث پر نقد زنی کرنے والے باطل فرقوں جیسے خوارج، روافض، معتزلین اور زندیقین کا ذکر کیا ہے۔ اور ان باطل فرقوں کے نامور اصحاب جیسے عمرو بن عبید معتزلی(۸۰۔۱۴۴ھ)، ابو ھذیل العلاف (۱۳۵۔۲۳۵ھ)، الجاحظ (۱۶۳۔۲۵۵ھ) اور ابن عویم بصری (۸۰ھ)وغیرہ کا علمی طور پر شدید محاسبہ کیا ہے۔ اصحاب رسول ﷺ کی عدالت و عظمت مظبوط براہین سے واضح کی ہے۔ جبکہ کتاب کا دوسرا حصہ تطبیق بین الاحادیث پر مشتمل ہے۔ جس میں باطل فرقوں کی جانب سے احادیث رسول ﷺ پر کیے جانے والے اعتراضات کے تسلی بخش جوابات دیئے گئے ہیں۔ اور تطبیق بین الاحادیث کے ضمن میں بظاہر متناقض و متعارض مرویات کی خوبصورت توجیح بیان کی گئی ہے۔ جو نہ صرف دلائل و براہین سے مزیّن ہے بلکہ فصاحت و بلاغت کا خوبصورت مجموعہ ہے۔

تطبیق بین الاحادیث میں ابن قتیبہ کا منہج

ابن قتیبہ اوّلاً ایسی احادیث ذکر کرتے ہیں جن کا ظاہری معنی اسی موضوع سے متعلق دو یا دو سے زائد احادیث میں باہمی تعارض کا تقاضہ کرتا ہے۔ روایت حدیث کے ضمن میں مصنف نے سند ذکر کرنے کا خصوصی طور پر اہتمام نہیں کیا شاید اس کی وجہ ابن قتیبہ کی ان روایات پر وارد ہونے والے اعتراضات کو رفع کرنے کی طرف خصوصی توجہ ہے۔ ان احادیث سے مستنبط مسئلہ وضاحت سے بیان کرنے کے بعد ان روایات سے نامناسب معانی اخذ کرنے والوں کا خوب علمی محاسبہ کرتے ہیں۔ احادیث کی توضیح کرنے میں اپنی رائے کو دخل دینے والوں پر سخت نقد کرتے ہیں۔ فصاحت و بلاغت کا سہارا لے کر اپنے دلائل کو قدیم عربی اشعار و اقوال اور قصائد سے آراستہ کرتے ہیں۔ اس ضمن میں نامور شعراء جیسے فرزدق (۱۱۰ھ)، مرقش (۵۰/۵۴ق۔ھ)، حضرت نابغۃ الجعدی رضی اللہ عنہ، زہیر بن ابی سلمی مزنی (۱۳ق۔ھ)، مثقب العبدی (۳۵۱۔ھ)، عباس بن فرج الریاشی (۲۵۷ھ) اور ابن زبیر (۱۱۱۔۱۸۴ھ) وغیرہم کے اشعار و کلام کو مختلف مواقع پر بطور استشہاد ذکر کرتے ہیں [1]۔ مختلف دلائل کی مدد سے ظاہری طور متعارض احادیث کا ایسا معنی بیان کرتے ہیں کہ سارے اعتراضات رفع ہو جاتے ہیں۔ تاہم احادیث ذکر کرنے میں ابن قتیبہ نے کسی خاص ترتیب کو اختیار نہیں کیا۔

---

[1] ۔تاویل مختلف الحدیث: ۸۰، ۱۱۴، ۱۵۶، ۱۷۱، ۱۷۷، ۳۲۵۔

فاضل مصنف نے اپنی اس کتاب میں ایک سو چھ (۱۰۶) مختلف فیہا احادیث ذکر کی ہیں اور تطبیق بین الاحادیث کے ضمن میں ان روایات سے ستاون (۵۷) مسائل مستنبط کیے ہیں۔ جن میں سے زیادہ تر مسائل کا تعلق عقائد، توحید، سیرت یا ان کے علاوہ دیگر فقہی مسائل سے ہے۔ ان احادیث کی توضیح میں ابن قتیبہ نے قرآن و سنت و اجماع و عقل سے تقریباً انچاس (۴۹) جوابات دیے ہیں۔

رفع تعارض کی امثلہ

۱۔باب ذکر الاحادیث التی ادعوا علیها التناقض[1] کے تحت ابن قتیبہ بول و براز کے وقت قبلہ کی طرف منہ کرنے کے بارے میں روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"لا تستقبلوا القبلة بغائط ولا بول [2] ".

"تم بول و براز کے وقت استقبال قبلہ مت کرو۔"

اس حدیث کے معارض دوسری روایت مسند احمد بن حنبل میں حضرت سیدہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا گیا کہ لوگ بول و براز کے وقت استقبال قبلہ کو ناپسند کرتے ہیں:

"أن النبي صلى الله عليه وسلم أمر بخلائه أن يستقبل به القبلة [3] ".

بے شک حضور ﷺ نے خلاء میں اسقبال قبلہ کا حکم فرمایا۔

ابن قتیبہ اس مسئلہ کے بارے میں مروی روایات کا جائزہ لے کر ان کو مختلف احوال پر محمول کرتے ہوئے تطبیق دیتے ہیں اور فرماتے ہیں:

---

[1] ۔ابن قتیبه، تاویل مختلف الحدیث:۱۴۵۔

[2] ۔ابن حنبل،ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل بن ہلال بن اسد الشیبانی (۱۶۴۔۲۴۱ھ-)، مسند امام احمد بن حنبل، مؤسسة الرسالة، بیروت،الطبعة الاولیٰ:۱۴۲۱ھ۔۲۰۰۱ م، مسند ابو ایوب انصاری:۲۳۵۷۹۔ترمذی،ابو عیسی محمد بن عیسی ترمذی (۲۷۹ھ)، سنن ترمذی، ابواب الطہارة، باب فی النهی عن استقبال القبلة بغائط او بول، شرکة مکتبة ومطبعة مصطفی البابی الحلبی، مصر، ط:۲ :۱۳۹۵ھ/۱۹۷۵م، رقم الحدیث:۸۔

[3] ۔ مسند احمد:۲۵۵۰۰۔

" لكل واحد منهما موضع يستعمل فيه فالموضع الذي لا يجوز أن تستقبل القبلة فيه بالغائط والبول هي الصحاري والبراحات وكانوا إذا نزلوا في أسفارهم لهيئة الصلاة استقبل بعضهم القبلة بالصلاة واستقبلها بعضهم بالغائط فأمرهم أن لا يستقبلوا القبلة بغائط ولا بول إكراما للقبلة وتنزيها للصلاة فظن قوم أنّ هذا أيضا يكره في البيوت والكنف المحتفرة فأمر النّبي صلّى اللّه عليه وسلّم بخلائه [1] ".

ان احادیث میں سے ہر ایک کا معنی محل سے خاص ہے بایں طور کہ ایسی زمین جہاں کوئی درخت یا کھیتی نہ ہو وہاں بول وبراز کے وقت قبلہ کی جانب منہ کرنا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بسا اوقات سفر میں نماز پڑھتے وقت استقبال قبلہ کرتے تو بعض لوگ بول کرتے وقت اپنا رخ قبلہ کی جانب کر لیتے، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اکرام قبلہ اور نماز کی اہمیت کے پیش نظر بول وبراز کرتے وقت استقبال قبلہ سے منع فرمادیا۔ اس فرمان مبارک سے لوگوں نے یہ سمجھ لیا کہ گھروں میں بھی بول وبراز کے وقت استقبال قبلہ مکروہ ہے۔ جس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خلاء میں استقبال قبلہ کی رخصت عطا فرمائی ہے۔

ابن قتیبہ دو متعارض احادیث میں تطبیق دے کے ہر ایک حدیث کا معنی واضح کرتے ہیں کہ اعتراض رفع ہو جاتا ہے۔

۲۔باب احكام قد اجمع عليها يبطلهاالقرآن ويحتج بها الخوارج [2] کے تحت رجم کا حکم حدیث مبارکہ کے مطابق ذکر کرتے ہیں کہ شادی شدہ زانی کو رجم کیا جائے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

" الرجم حد من حدود الله فلا تخدعوا عنه وآية ذالک أن رسول الله۔ صلی الله عليه وسلم رجم وابو بكر رجم ورجمت انا بعد " [3]

"رجم حدود اللہ میں سے ایک حد ہے پس تم اس کے بارے میں مت جھگڑو اس کی دلیل یہ ہے کہ

[1] ۔ابن قتيبه، تاويل مختلف الحديث:۱۴۹۔

[2] ۔ ابن قتيبه، تاويل مختلف الحديث:۱۴۹۔

[3] ۔ سنن ترمذی، ابواب الحدود، باب ما جاء فی تحقيق الرجم:۱۴۳۱۔ ابن حنبل، مسند احمد ، مسند عمر بن الخطاب:۱۵۶۔

رسول اللہ ﷺ نے رجم کیا اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بھی رجم کیا اور اس کے بعد میں نے بھی رجم کیا۔"

اس حدیث پر منکرین حدیث اعتراض کرتے ہیں کہ قرآن پاک میں تو شادی شدہ کو "محصن" کہا گیا ہے اور محصنہ کنیز اگر بدکاری کرے اس کی سزا قرآن نے بیان کرتے ہوئے فرمایا:

"فَاِذَآ اُحْصِنَّ فَاِنْ اَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَي الْمُحْصَنٰتِ مِنَ الْعَذَابِ"(1)

"پھر جب وہ نکاح کرلیں تو اگر وہ کریں بدکاری تو ان پر ہے آدھی سزا اس سے جو ہے آزاد عورتوں پر سزا۔"

رجم تو جان کے ضیاع کو کہتے ہیں اور اس کا نصف نہیں ہو سکتا کہ آدھی جان نکالی جائے اور آدھی باقی چھوڑ دی جائے لہذا رجم کا حکم جو حدیث سے ثابت ہوتا ہے قرآن کی منشا کے خلاف ہے۔ مخالفین اس آیت کے تحت محصنات شادی شدہ کو شمار کرتے ہیں۔ ابن قتیبہ ان کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ونحن نقول ان المحصنات لو كن فى هذا الموضوع ذوات الازواج لكان ما ذهبوا اليه صحيحا ولزمت به هذه الحجة وليس المحصنات مهنا الا الحرائر ."(2)

ہم کہتے ہیں کہ اگر تو محصنات سے مراد یہاں شادی شدہ عورتیں ہوتیں تو مخالفین کا موقف درست ہوتا اور اس آیت سے ان کا حجت پکڑنا صحیح ہوتا لیکن یہاں محصنات سے آزاد عورتیں مراد ہیں۔

البتہ اس آیت میں لفظ محصنات سے پاکدامنی مراد لی گئی ہے اور پاک دامنی نکاح کے سبب ہی ہوتی ہے اور کنیزوں کے لیے اس کا کوئی تصور نہیں کہ وہ تو آقا کی ملک میں ہوتی ہیں لہذا اس آیت میں جو حکم ہے دراصل اس طرح ہے:

---

1 ۔ النساء:۴:۲۵۔

2 ۔ ابن قتیبه،تاويل مختلف الحديث:۲۷۷،۲۷۸

" فعليهن نصف ما على الحرائر من العذاب يعنى الابكار" [1]

توان کنیزوں پر اس عذاب کا نصف ہے جو آزاد کنواری عورتوں پر ہے۔

اس کی مثال میں ابن قتیبہ لفظ "المشیرۃ" کو ذکر کرتے ہیں کہ اہل عرب ایسی گائے جس نے زمین سیر اب نہ کی ہو اس کو بھی "بقرۃ" ہی کہتے ہیں حالانکہ اس نے زمین سیر اب نہیں کی۔ کیونکہ اس کے ساتھ زمین کی سیر ابی کی نسبت اس کے گائے ہونے کی وجہ سے کی جارہی ہے جو دیگر چوپایوں کی طرف نہیں کی جاتی۔ ایسے ہی اونٹ کے لیے لفظ "ھدی" استعمال ہوتا ہے جبکہ "ھدی" تو وہ اونٹ ہے جو قربانی کے لیے کعبہ کی طرف روانہ کیا جائے۔ لفظ محصنۃ سے آزاد کنواری عورت کو مراد لینے کی تائید قرآن پاک سے بھی ہوتی ہے اللہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا أَنْ يَنْكِحَ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ فَمِنْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ﴾ [2]

"اور تم میں بے مقدوری کے باعث جن کے نکاح میں آزاد عورتیں ایمان والیاں نہ ہوں توان سے نکاح کرے جو تمہارے ہاتھ کی ملک ہیں ایمان والی کنیزیں۔"

اس جگہ لفظ محصنات سے آزاد عورتیں مراد ہیں اور وہ بھی کنواریاں کیونکہ شادی شدہ سے تو نکاح نہیں ہو سکتا۔ اور یہاں نکاح کرنے کی بات ہو رہی ہے۔

۳۔ابن قتیبہ باب ذكر الاحاديث التى ادعوا عليها التناقض کے تحت "الایراد فی الصلاۃ [3]" کے عنوان سے دو بظاہر متعارض احادیث نقل کرتے ہیں۔ ایک روایت صحیح مسلم میں حضرت خباب بن الارت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

شكونا إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم الصلاة في الرمضاء فلم يشكنا [4].

"ہم نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں گرمی کی وجہ سے نماز میں تاخیر کا سوال کیا تو آپ ﷺ

---

[1] ۔ایضاً:۲۷۷، ۲۷۸

[2] ۔النساء:۴:۲۵

[3] ۔ ابن قتیبه، تاويل مختلف الحديث:۱۷۴۔

[4] ۔ قشیری، ابو الحسن مسلم بن حجاج نیشاپوری(۲۶۱ھ)،صحیح مسلم، دار احياء التراث العربى، بيروت، كتاب الصلاة، باب ابراد الظهر فى شدة الحر:۶۱۹۔ابن ماجه، ابو عبد الله محمد بن يزيد(۲۷۳ھ)،السنن، دار الرسالة العالميه، بيروت، الطبعة الاولى:۱۴۳۰ھ/۲۰۰۹م، ابواب مواقيت الصلوة:۶۷۴۔

نے جواب نہیں دیا۔"

اس حدیث کے معارض صحیح بخاری میں حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مروی روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"أبردوا بالصلاة فإن شدة الحر من فيح جهنم"[1].

نماز کو ٹھنڈا کرکے پڑھو اس لیے کہ گرمی کی شدت جہنم کے سانس لینے کی بنا پر ہے۔

ابن قتیبہ ان احادیث میں تطبیق بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

لأن أول الأوقات رضوان اللّه وآخر الأوقات عفو اللّه والعفو لا يكون إلا عن تقصيرفأول الأوقات أوكد أمرا وآخرها رخصة[2].

"اس لیے کہ اول وقت میں نماز پڑھنا اللہ تعالی کی رضا کا باعث ہے جبکہ آخر وقت میں نماز کی ادائیگی اللہ کریم کی طرف سے رخصت ہے جو کہ کوتاہی کی بنا پر ملتی ہے پس اول وقت میں نماز پڑھنے کی تاکید ہے اور آخری وقت میں نماز پڑھنا رخصت ہے۔"

اور نبی کریم ﷺ اپنے لیے اعلی امور کو اختیار فرماتے تھے تاکہ قرب الٰہی حاصل ہو البتہ ایک یا دو مرتبہ رخصت کو اختیار فرمایا تاکہ جواز کی دلیل بن جائے۔ تاہم آخر وقت میں نماز پڑھنے کو معمول بنالینا جائز نہیں اسی بنا پر جب اصحاب رسول ﷺ نے گرمی کی بنا پر تاخیر کی رخصت چاہی تو آپ ﷺ نے خاموشی اختیار فرمائی۔ تاہم کسی عذر کی بنا پر تاخیر کا شکار ہونے والوں کے لیے رخصت کا پہلو بھی مدنظر رکھا[3]۔

ابن قتیبہ اپنے اس موقف پر بطور استشہاد صحیح بخاری میں موجود حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث پیش کرتے ہیں:

"كان يصلي الهجير وهي التي تدعونها الأولى حين تدحض الشمس"[4].

آپ ﷺ دوپہر کی پہلی نماز سورج کے زائل ہونے کے بعد پڑھ لیا کرتے تھے۔

---

[1] ۔بخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل(۲۵۶ھ)،صحیح بخاری، دار طوق النجاۃ، بیروت، الطبعۃ الاولی:۱۴۲۲ھ، کتاب بدء الخلق، باب صفۃ النار:۳۲۵۹۔صحیح مسلم، کتاب الصلوۃ:۶۱۵۔

[2] ۔ابن قتیبہ، تاویل مختلف الحدیث:۱۷۴۔

[3] ۔ابن قتیبہ، تاویل مختلف الحدیث:۱۷۵

[4] ۔بخاری، الصحیح، کتاب مواقیت الصلوۃ، باب ما یکرہ من السمر بعد العشاء:۵۹۹۔

اس طرح دو مختلف احادیث کو دو مختلف معانی پر محمول کر کے ابن قتیبہ احادیث میں مطابقت دیتے ہیں۔

تاویل مختلف الحدیث کی خصوصیات

ابن قتیبہ کی کتاب تاویل مختلف الحدیث ان خوبیوں کی بناء پر امتیازی درجہ کی حامل ہے:

1. تاویل مختلف الحدیث' میں متعلقہ زمانے کے منکرین حدیث کے معروف اعتراضات کے تسلی بخش جوابات موجود ہیں۔
2. کتاب ہذا کا مرکزی موضوع فرق باطلہ کی تردید ہے۔
3. باطل فرقوں کی تردید کے حوالے سے 'تاویل مختلف الحدیث' میں جامعیت پائی جاتی ہے۔اس کتاب میں فاضل مصنف کے زمانہ میں پائے جانے والے تیرہ سے پندرہ باطل فرقوں کا رد کیا گیا ہے۔
4. تاویل مختلف الحدیث' میں ایک سو گیارہ مختلف فیہا احادیث موجود ہیں جنہیں ۴۶ مباحث کے تحت نقل کیا گیا ہے۔
5. اس کتاب کی ترتیب وتدوین میں بلاغت کا عنصر نمایاں نظر آتا ہے۔
6. تاویل مختلف الحدیث 'میں مشاہیر شعراء اور بلغاء کے اشعاراور مقولہ جات کا بہت استعمال کیا گیا ہے۔صرف اشعار کی تعداد ایک سو بارہ(۱۱۲) ہے۔

خلاصہ بحث

ابو محمد عبد اللہ بن مسلم ابن قتیبہ تیسری صدی ہجری کے بلند پایہ خطیب، فقیہ اور بے مثل ادیب تھے۔مصنف متعدد علوم میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔'تاویل مختلف الحدیث' میں ابن قتیبہ نے اپنے مناظرانہ مزاج کے سبب فرق باطلہ کی تردید پر خصوصی توجہ دی ہے،اور تقریباًپندرہ(۱۵)باطل فرقوں کا رد کیا ہے۔کتاب ہذا کا شمار علم مختلف الحدیث پر لکھی گئی بنیادی کتب میں ہوتا ہے۔' تأویل مختلف الحدیث' میں اس زمانہ میں معروف اکثر متناقض ومتعارض احادیث کو جمع کیا گیا ہے۔اس کتاب میں معتزلہ کے کبار آئمہ جیسے جاحظ،ابوھذیل العلاف ودیگر کے عقائد و نظریات کو واضح انداز میں بیان کرنے کے بعد ان کا رد کیا گیا ہے۔'تاویل مختلف الحدیث'میں فرقہ باطلہ کی طرف سے وارد شدہ اعتراضات کے شافی جوابات دیئے گئے ہیں۔اس کتاب میں کل ایک سوچھ (۱۰۶)مرفوع احادیث جبکہ ان احادیث سے مستنبط مسائل کی کل تعداد ستاون (۵۷) ہے۔جن کے ضمن میں منکرین حدیث کی طرف سے وارد ہونے والے اعتراضات کے انچاس(۴۹)شافی جوابات دیے گئے ہیں۔تأویل مختلف الحدیث میں مختلف شعراء کا کلام شامل ہے۔اور ان اشعار کی تعداد ایک سو بارہ (۱۱۲)

ہے۔ تاویل مختلف الحدیث میں اکثر مقامات پر اسناد حدیث مفقود ہیں۔ کتاب میں ضعیف اور موضوع احادیث بھی موجود ہیں۔